قرآن کریم کی روشنی میں شہادت کی اہمیت

نازیہ عزیز
ریسرچ اسکالر، شعبہ علوم اسلامی

Abstract:

The question of status of women in our society always was a very painful subject for discussion of research. Talking about women brings to mind grave injustices perpetrated upon then through history. Even in the present so-cold modern times. With the 21st century first round the corner except for very few countries. We live in male dominated world women in general have been subjected to all kind of sufferings in equities, injustices oppression and harassment; they have been treated as chalets and as personal passion of men. Though more or less equal in number with men they have always remainder the weaker section of society. The position of women in Muslim society in general, and in Islamic law in particular is reflected in the rules of evidence. Generally speaking Muslim jurists are relevant to rely on the testimony of women most jurists agree that the testimony of women is excluded entirely not only from

all criminal (hooded) and capital (uqubat) cases but also from claim of marriage and divorce, because those fields encompass issue dealing primarily with the human body and its status.

As for financial matters, according to a literal interpretation of Qur'an (2:282) the idea is the testimony of the males. If how ever there is only male witness it is permitted to replace the missing male witness by two females. The traditional retionzation for the 2:1 equation is that females or forgetful and imprecise in relating details. The two female's witness reminds each other about the details of the contract there by complimenting each other and producing a full testimony, equal to that of one men. Muslim jurists are unanimous that only women should testify about the intimate parts of female body which men are forbidden from observing.

''قرآن حکیم ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور انسانی معاشرے کے جملہ پہلوؤں کی تکمیل وارتقاء کے فطری اصولوں کا ترجمان ہے۔ معاشرے میں حقیقی نظام عدل کے قیام کے لئے قرآن حکیم جہاں دیگر ضابطے اور قوانین کی طرف رہنمائی کرتا ہے وہاں قانون شہادت کو ایک ضابطہ قرار دے کر اس کی اہمیت وافادیت بیان کرتا ہے۔'' اسلام کا قانون شہادت اسکے قانون ضابطہ کا ایک اہم حصہ ہے۔ معاملات میں بعض چیزیں ثابت ہوتی ہیں اور بعض کو ثابت کرنے کے لئے دلیل کی ضرورت ہوتی ہے اور اگر لوگوں کے تمام دعوے ایسے ہی قبول کر لئے جائیں تو عدالتوں میں بہت سے مقدمات درج ہو جائیں اور معاشرہ درہم برہم ہو کر رہ جائے ان تمام حالات سے نبرد آزما ہونے کیلئے حق دار کی دادرسی کرنے کے لئے انصاف کے تمام حقیقی تقاضوں کو پورا کرنے کیلئے

شریعت نے ضابطہ مقرر کیا ہے۔اور شہادت کا ضابطہ ان ضابطوں میں سے ایک ضابطہ ہے جو غیر مبہم چیز کو واضح صریح اور صاف کر دیتا ہے حق کو واضع اور غالب کر دیتا ہے۔''

یہ مقالہ اسی تناظر میں لکھا گیا۔ یہ حقیقت ہے کہ معاشرے میں سرزد ہونے والے جرم کی جتنی سخت سزا ہوگی اتنا ہی اس کیلئے شہادت کا معیار سخت ہوگا۔

اسلامی تعلیمات میں چونکہ اعلیٰ اخلاقی نظام کی اساس خوف خدا اور آخرت کے احتساب اور خوف پر رکھی گئی ہے۔اسی طرح کسی جرم یا تنازعہ کے سلسلے میں گواہی یا شہادت کو بھی یہی اساس فراہم کی گئی ہے۔قرآن حکیم اس اساس کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے سچی، صاف اور کھری بات کرنے کی تلقین فرماتا ہے اسی تناظر میں یہ تحریر کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

یَااَیُّھَا الذِیْنَ آمَنُو اتقُو اللّٰہ وَقُوْلُو اقو لاَ سَدیدًا۔[1]

ترجمہ: اے ایمان والو، اللہ سے ڈرو اور راستی کی بات کہو (جو بات بھی جس موقع پر بھی کہو وہ مضبوط اور کھری ہو اور اس میں عدل واعتدال سے تجاوز نہ ہو)۔

اور پھر ارشاد فرمایا

وَلاَ تَلْبِسُو الحق بِالبَاطِلِ و تکْمُو الحقَّ وَاَنْتُم تَعْلَمُون[2]

ترجمہ: اور سچ کو جھوٹ کے ساتھ مت ملاؤ اور جانتے بوجھتے حق کو مت چھپاؤ۔

گویا قرآن حکیم معاشرتی زندگی میں ہر معاملہ میں صاف گوئی اور سچی بات کرنے کی تلقین کرتا ہے۔اور ساتھ ساتھ سچی گواہی نہ دینے والوں کی سختی سے مذمت بھی کرتا ہے قرآن حکیم ایسے شخص کو ظالم قرار دیتا ہے جو جان بوجھ کر سچی گواہی نہ دے اس حوالے سے قرآن کا ارشاد ہے۔

وَمَنْ اظلم ممَّن کُتم شھادۃ عندہُ مِن اللّٰہ.[3]

ترجمہ: اور جو شخص شہادت کو چھپائے اللہ کے نزدیک اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا۔

عصر حاضر میں ہم معاشرے کی حالت زار کا جب جائزہ لیتے ہیں تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ عدالتوں میں پیش ہونے والے مقدمات میں سچے گواھان کم ہی نظر آتے ہیں۔معاشرے کا عام مزاج بن چکا ہے کہ جہاں کہیں کوئی واقعہ پیش آتا ہے کسی مرد کے ساتھ ظلم یا زیادتی سرعام بھی ہو رہی ہو تو لوگ موقع سے فقط اس لئے بھاگ جاتے ہیں۔کہ انہیں کل گواہی دینی پڑے گی لہذٰا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ عدالتوں میں جھوٹی سچی جیسی بھی گواہیاں پیش کی جاتی ہیں۔جج صاحبان ان کے مطابق فیصلہ دیتے ہیں بحثیت مسلمان ہونے کے قرآن حکیم سچی گواہی کو واجب قرار دیتا ہے اور ایک مسلمان کے

اندر یہ اخلاقی وصف پیدا کرتا ہے کہ ہر صورت میں گواہی دے اور کسی بھی حالت میں اسے چھپانے کی کوشش کرے۔ اگر وہ ایسی حرکت کرے گا تو وہ گنہگار ہوگا جیسا کہ اس آیت قرآنی میں بیان کیا گیا۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَلَا تَكْتُمُو الشهادة وَمَنْ يكتمها فانَّهٗ اثم قلبهٗ.[۴]

ترجمہ: یعنی شہادت کو مت چھپاؤ جو کوئی اسکو چھپائے گا وہ دل کا گنہ گار ہوگا۔

اس آیت کے ضمن میں بحث کرتے ہوئے مولانا محمد علی الصدیقی کاندھلوی تحریر کرتے ہیں۔

''اس میں تمام قانونی معاملات شامل ہیں مثلاً نکاح، مہر، وصیت وغیرہ اور شہادت چھپانے کی ساری صورتیں اس میں آجاتی ہیں مثلاً ادائے شہادت سے گریز کرنا، یا شہادت میں واقعات کو صحیح بیان نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام معاملات میں عام طور پر اور جہاں حقوق کا سوال ہو وہاں خاص طور پر شہادت کے چھپانے سے منع فرمایا ہے اگر کہیں کسی معاملہ کے دو ہی گواہ ہوں اور گواہی کی ضرورت پڑ جائے تو ان پر گواہی دینا فرض عین ہے جو نماز، روزہ کی طرح ان کے لئے لازمی ہے۔ لیکن اگر دو کے علاوہ اور بھی گواہ موجود ہوں تو پھر گواہی فرض کفایہ ہے اگر کچھ لوگ دیدیں تو یہ فرض سب کے ذمہ ساقط ہو جائے گا ورنہ سب گنہ گار ہونگے۔''[۵]

قرآن حکیم معاشرتی زندگی میں عدل قائم رکھنے کے لئے ایک گواہ کو عدل و انصاف سے کام لینے کی تلقین کرتا ہے۔ ہر دوستی اور دشمنی سے بالاتر ہو کر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے سچی گواہی دینے کی ترغیب دی ہے گواہی دیتے وقت کسی تعلق کی رعایت سے اس میں کمزوری آنی چاہئے اور نہ کسی دشمنی وعداوت سے گواہی سے احتراز کرے اس سلسلے میں قرآن حکیم کا ارشاد گرامی ہے۔

يـاَيُّهَاالذَّيْنَ اٰمَنُوا كُونُو اقوَّامِينَ بِالقسط شُهَدَاءَ لِلّٰه وَلَو عَلَى اَنفسِكُمْ اَوالوالدَينِ وَالاَقـربيـن ان يَـكُن غَنِيّاً اَو فقيراً فاللّٰهُ اَولٰى بِهِمَا فَلاَ تَتبِعُو الهَوىٰ اَن تعدِلُو وَ اِن تَلو او تعرضوا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تعمَلُونَ خَبيراً.[۶]

ترجمہ: ''اے ایمان والو، انصاف پر قائم رہو اور اللہ سے (ڈرتے رہو) گواہی دو (یعنی سچی سچی بات بیان کرو) اگر چہ وہ گواہی خود تمہارے خلاف ہی کیوں نہ ہو یا تمہارے والدین یا عزیز واقارب کے خلاف ہو۔ اگر کوئی مالدار یا مفلس ہے تو اللہ تعالیٰ ان کا تم سے زیادہ نگہبان ہے تم انصاف کو چھوڑ کر اپنے نفس کی خواہش پر مت چلو اور اگر تم گواہی میں اونچ نیچ کرو گے (یعنی جان بوجھ کر کسی کو بچاؤ گے) تو (یاد رکھو) اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کی خبر رکھتا ہے''

اس آیت کے ضمن میں ابن کثیر لکھتے ہیں۔''اللہ تعالیٰ ایمانداروں کو حکم دیتا ہے کہ وہ عدل وانصاف پر مضبوطی سے جمے رہیں۔اس سے ایک انچ ادھر ادھر نہ سرکیں، ایسا نہ ہو کہ کسی کے ڈر کی وجہ سے یا کسی لالچ کی بناء پر یا کسی خوشامد میں یا کسی پر رحم کھا کر یا کسی کی سفارش سے عدل وانصاف چھوڑ بیٹھیں سب ملکر عدل کو قائم و جاری کریں۔ایک دوسرے کی اس معاملہ میں مدد کریں اور خلق خدا میں عدالت کے سکے جمادیں۔اللہ کے لئے گواہ بن جائیں۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے

''بہترین گواہ وہ ہیں جو دریافت کرنے سے پہلے ہی سچی گواہی دے دیں۔'' ۷

قرآن حکیم گواہی کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے گواہ کو یہ تلقین کرتا ہے کہ جب اسے گواہی کے لئے طلب کیا جائے تو وہ قطعاً انکار نہ کرے اور گواہی کے لئے اپنے آپکو پیش کردے۔اس سلسلے میں قرآن کی آیت ملاحظہ ہو، ارشاد ربانی ہے۔

وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَادُعُو۔ ۸

ترجمہ: اور جب گواہوں کی (گواہی کے لئے) طلب کیا جائے تو انہیں انکار نہیں کرنا چاہئے۔

اس آیت کے ذیل میں تفسیر مظہری میں درج ہے کہ:

''بعض علماء نے کہا کہ طلب کئے جانے سے مراد ہے گواہ بن جانے کے لئے طلب ہونا چونکہ آئندہ ایسے لوگوں کو شاھد بننا ہوتا ہے اس لئے مجازاً پہلے سے ہی ان کو شہداء فرمادیا۔اس تفسیر پر بعض لوگوں نے کہا کہ امر وجوبی ہے بعض نے کہا اگر کوئی اور شاہد نہ ہو تو واجب اور دوسرے گواہ نہ ہوں تو تعمیل طلب واجب نہیں اختیاری ہے یہی قول حسن بصری کا ہے بعض کے نزدیک امر استحبابی ہے کچھ علماء نے طلب سے مراد لی ہے ادائے شہادت کے لئے طلب۔یہی قول مجاھد، عکرمہ، اور سعید بن جبیرؒ کا ہے۔'' ۹

معالم القرآن کے مصنف اس آیت پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

''جن صورتوں میں گواہی فرض عین ہو مثلاً ایک مقدمہ کے دو ہی آدمی گواہ ہوں اور کوئی شخص اس معاملہ کا عینی شاہد نہ ہو تو طلب کئے جانے کی صورت میں گواہی دینے سے انکار کرنا حرام ہے اگر کسی کے گواہی نہ دینے سے کسی کا حق مارا گیا یا کسی بے گناہ پر زیادتی کی گئی ہو تو گواہی دینے والا گنہگار ہوگا۔جن صورتوں میں گواہی فرض کفایہ ہو (مثلاً جہاں گواہی دینے والے بہت ہوں) وہاں طلبی پر گواہی نہ دینا سخت ناپسندیدہ بات ہے اور مسلمان کی شان سے بعید تر'' ۱۰

گواہی کسی بھی مقدمے کے نتیجے پر اثر انداز ہو جاتی ہے اور اس کی نوعیت کو کسی بھی طرح سے تبدیل کر سکتی ہے اور جھوٹی گواہی کسی بھی بے گناہ کو سزا دلوا سکتی ہے اور گناہگار کو تحفظ دے سکتی ہے اگر گواہ جانبدارانہ رویہ رکھتے ہوئے یا کسی خاص دباؤ یا مفاد کے نتیجے میں گواہی پر آمادہ ہو تو یہ سراسر زیادتی کے زمرے میں آتا ہے۔ لہٰذا قرآن حکیم گواہی دیتے وقت انصاف سے گواہی لینے کی تلقین کرتا ہے تاکہ معاشرے میں عدل کے تقاضے کما حقہ پورے ہو سکیں۔ ارشاد ربانی ہے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ۔[11]

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ کے واسطے انصاف کے ساتھ گواہی دینے میں مستعد رہو اور ایسا نہ ہو کہ لوگوں کی عداوت تم سے گواہی دینے میں بے انصافی کرائے انصاف کرو کے انصاف ہی پرہیز گاری تک پہنچنے کا قریب ترین راستہ ہے۔ اور اللہ سے ڈرو کیونکہ وہ تمہارے اعمال کی خبر رکھتا ہے۔

قرآن حکیم گواہ کے کردار کی چھان بین کر کے اس کے بیان پر اعتبار کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا۔[12]

ترجمہ: یعنی مومنو اگر تمہارے پاس ایسا آدمی کوئی بات کرے جس کا کردار مشتبہ ہو تو اس کی بات کی اچھی طرح چھان بین کر لیا کرو۔

یعنی کسی فاسق اور بدکردار آدمی کی اطلاع پر فوراً کوئی اقدام نہیں کرنا چاہئے بلکہ اس کی پوری تحقیق کے بعد جب اطمینان ہو جائے کہ اطلاع یا رپورٹ صحیح تھی تب کوئی کارروائی کرنی چاہئے بالخصوص آج کل کے پیشہ ور گواہوں اور پولیس ٹاؤٹوں کے بیانات پر اعتماد کرنے سے قبل اس ہدایت ربانی پر عمل کر لینا چاہئے۔"[13]

"قرآن حکیم شہادت بالقرائن Circumstantial Evidence کو معتبر قرار دیتا ہے"[14]

قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَن نَّفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ o وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا أَن رَّأَى بُرْهَانَ رَبِّهِ كَذَلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوءَ وَالْفَحْشَاءَ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ o وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيصَهُ مِن دُبُرٍ وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَى الْبَابِ قَالَتْ مَا جَزَاءُ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ سُوءًا إِلَّا أَن يُسْجَنَ أَوْ عَذَابٌ أَلِيمٌ o قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي عَن نَّفْسِي وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا إِن كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِن قُبُلٍ فَصَدَقَتْ

وَهُوَ مِنَ الكَاذِبِينَ o وَإِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِن دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِن الصَّادِقِينَ o فَلَمَّا رَأَى قَمِيصَهُ قُدَّ مِن دُبُرٍ قَالَ إِنَّهُ مِن كَيْدِكُنَّ إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ o يُوسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هَذَا وَاسْتَغْفِرِي لِذَنبِكِ إِنَّكِ كُنتِ مِنَ الْخَاطِئِينَ o [۱۵]

ترجمہ: ''اور جس عورت کے گھر یوسف (علیہ السلام) رہتے تھے وہ ان پر مفتون ہوگئی اور ان سے اپنا مطلب حاصل کرنے کے لئے ان بہلانے پھسلانے لگی اور (گھر کے) سارے دروازے بند کردیئے اور کہنے لگی آ جاؤ تم ہی سے کہتی ہوں یوسف نے کہا اللہ بچائے وہ میرا رب ہے اس نے مجھ کو کیسا اچھا ٹھکانہ دیا، ظالموں کی فلاح نہیں ہوا کرتی۔ اور اس عورت کے دل میں ان کے ساتھ (فعل بد کا) پختہ ارادہ پیدا ہوگیا اور یوسف اگر اپنے رب کی برھان نہ دیکھ لیتے تو ان کے دل میں بھی اس کے ساتھ یہ ارادہ پیدا ہو جاتا اسی طرح ہم نے ان کو علم دیا تا کہ ہم ان سے صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کو دور رکھیں۔ وہ ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھے اور وہ دونوں آگے پیچھے کے دروازوں کی طرف دوڑے اور اس عورت نے انکا کرتا پیچھے سے پھاڑ ڈالا اور دونوں نے (اتفاقاً) اس عورت کے شوہر کو دروازے کے پاس کھڑا پایا۔ بولی جو شخص تیری بیوی کے ساتھ بدکاری کا ارادہ کرے اس کی سزا بجز اس کے اور کیا (ہوسکتی) ہے کہ وہ جیل خانہ میں بھیجا جائے یا اور کوئی دردناک سزا ہو۔ یوسف (علیہ السلام) نے کہا یہی مجھ سے اپنا مطلب نکالنے کو مجھ کو پھسلاتی تھی اور (اس موقع پر) اس عورت کے خاندان میں سے ایک گواہ نے شہادت دی کہ ان کا کرتا (دیکھو کہاں سے پھٹا ہے) اگر آگے سے پھٹا ہے تو عورت سچی ہے اور یہ جھوٹے اور اگر وہ کرتا پیچھے سے پھٹا ہے تو (عادۃً یقینی ہے کہ) عورت جھوٹی اور یہ سچے۔ پس جب (عزیز نے) ان کا کرتا پیچھے سے پھٹا ہوا دیکھا تو (عورت سے) کہنے لگا یہ تم عورتوں کی چالاکی ہے بیشک تمہاری چالاکیاں بھی غضب کی ہی ہوتی ہیں اے یوسف اس بات کو جانے دو، اور اے عورت تو اپنے گناہ کی معافی مانگ بیشک سراسر تو ہی قصوروار ہے''

یہاں حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی اور اس عورت کے ارادہ بد کی کوئی اور ظاہری شہادت موجود نہیں تھی۔ صرف یہ قرینہ تھا کہ ان کی قمیض پیچھے سے پھٹی ہوئی تھی جو ظاہر ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے جان بچا کر بھاگنے اور اس عورت کے روکنے کی کوشش ہی میں پھٹ سکتی تھی۔'' [۱۶]

قرآنی شہادت کی ایک دوسری مثال قرآن حکیم میں اس طرح بیان کی گئی ہے۔

وَجَاؤُوا أَبَاهُمْ عِشَاء يَبْكُونَ ٥ قَالُوا يَا أَبَانَا إِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوسُفَ عِندَ مَتَاعِنَا فَأَكَلَهُ الذِّئْبُ وَمَا أَنتَ بِمُؤْمِنٍ لِّنَا وَلَوْ كُنَّا صَادِقِينَ ٥ وَجَآؤُوا عَلَى قَمِيصِهِ بِدَمٍ كَذِبٍ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنفُسُكُمْ أَمْراً فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ ٥ [۱۷]

ترجمہ: اور (ادھر) وہ لوگ اپنے باپ کے پاس عشاء کے وقت روتے ہوئے پہنچے کہنے لگے ابا ہم سب تو آپس میں دوڑنے لگ گئے اور یوسف کو ہم نے اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا۔ بس (اتفاقاً) ایک بھیڑیا (آیا اور ان کو) کھا گیا۔ اور آپ تو ہمارا کاہے کو یقین کرنے لگے ہم کیسے ہی سچے (کیوں نہ) ہوں۔ اور وہ یوسف کی قمیض پر جھوٹ موٹ کا خون بھی لگا لائے تھے۔ یعقوب (علیہ السلام) نے فرمایا بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک بات بنالی ہے۔ سو (خیر) خبر کرونگا جس میں شکایت کا نام تک نہ ہوگا اور جو باتیں تم بناتے ہوان میں اللہ ہی مدد کرے۔

یہاں ایک جلیل القدر پیغمبر نے حضرت یوسف کی قمیص اور ان کا مبینہ خون دیکھ کر ہی بغیر کسی چشم دید گواہ کے برادران یوسف کو ملزم ٹھہراتے ہوئے فرمایا بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک بات بنالی ہے قرینہ قاطعہ کی بنیاد پر حضرت یعقوب کا یہ فیصلہ فوجداری معاملات میں قرینہ کے قابل قبول ثبوت ہونے کی ایک اہم مثال ہے۔'' [۱۸]

مذکورہ بالا دونوں کی آیات کریمہ سے شہادت بالقرائن کی وضاحت ہو چکی ہے۔ قرآن حکیم نفاذ عدل وانصاف کے لئے جہاں زبانی گواہی کو اہم قرار دیتے ہوئے اس کے تمام لوازمات کو اہمیت دیتا ہے وہاں قرائنی شہادت کو بھی معاملات کے تصفیے کے لئے بنیاد بناتا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ قرآن حکیم معاشرتی زندگی میں بالکل فطری انداز میں رہنمائی کرتا ہے۔ کیونکہ اگر عصر حاضر میں مشاہدہ کیا جائے تو قرائنی شہادتیں اکثر مقدمات میں فیصلہ کن کردار ادا کرتی ہیں۔ اور معاملے کی تہہ تک پہنچنے میں معاون ہوتی ہے۔

قرآن حکیم شہادت کے حوالے سے دستاویزی ثبوت کو بھی اہم قرار دیتا ہے۔ اس سلسلے میں قرآنی احکامات ملاحظہ ہوں۔ ارشاد ربانی تعالیٰ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ وَلْيَكْتُب بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ وَلاَ يَأْبَ كَاتِبٌ أَنْ يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّهُ فَلْيَكْتُبْ وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّهَ رَبَّهُ وَلاَ يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئاً فَإن كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهاً أَوْ

ضَعِيفاً أَوْ لاَ يَسْتَطِيعُ أَن يُمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ وَاسْتَشْهِدُواْ شَهِيدَيْنِ من رِّجَالِكُمْ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاء أَن تَضِلَّ إْحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الأُخْرَى وَلاَ يَأْبَ الشُّهَدَاء إِذَا مَا دُعُواْ وَلاَ تَسْأَمُوْاْ أَن تَكْتُبُوْهُ صَغِيراً أَو كَبِيراً إِلَى أَجَلِهِ ذَلِكُمْ أَقْسَطُ عِندَ اللّهِ وَأَقْومُ لِلشَّهَادَةِ وَأَدْنَى أَلاَّ تَرْتَابُواْ إِلاَّ أَن تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلاَّ تَكْتُبُوهَا وَأَشْهِدُوْاْ إِذَا تَبَايَعْتُمْ وَلاَ يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَلاَ شَهِيدٌ وَإِن تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ فُسُوقٌ بِكُمْ وَاتَّقُواْ اللّهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّهُ وَاللّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ٥ وَإِن كُنتُمْ عَلَى سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُواْ كَاتِباً فَرِهَانٌ مَّقْبُوضَةٌ فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُم بَعْضاً فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللّهَ رَبَّهُ وَلاَ تَكْتُمُواْ الشَّهَادَةَ وَمَن يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ وَاللّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ٥ 19

ترجمہ: اے ایمان والو، جب معاملہ کرنے لگو ادھار کا ایک میعاد متعین تک کیلئے اس کو لکھ لیا کرو، اور یہ ضروری ہے کہ تمہارے آپس میں (جو) کوئی لکھنے والا (ہو وہ) انصاف کے ساتھ لکھے اور کوئی لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو لکھنا سکھا دیا ہے اس کو بھی چاہئے کہ لکھ دیا کرے اور وہ شخص لکھوائے جسکے ذمہ حق واجب (الادا) ہو اور اللہ تعالیٰ سے جو اس کا پروردگار ہے ڈرتا ہے۔ اور اس میں ذرا بھی (لکھوانے میں) کمی نہ کرے۔ پھر جس شخص کے ذمہ حق واجب تھا وہ اگر بیوقوف (خفیف العقل) ہو یا ضعیف البدن (کمزور ناتواں) ہو یا خود لکھانے کی قدرت نہ رکھتا ہو تو اس کا کارکن (یا وکیل) ٹھیک ٹھیک طور پر لکھوا دے۔ اور دو شخصوں کو اپنے مردوں میں سے گواہ (بھی) بنالیا کرو، پھر اگر وہ دو گواہ مرد (میسر) نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں (گواہ بنالی جائیں) ایسے گواہوں میں سے جن کو تم پسند کرتے ہوتا کہ ان دونوں عورتوں میں سے کوئی ایک بھی بھول جائے تو ان میں سے ایک دوسری کو یاد دلا دے اور جب وہ گواہوں کو بلایا جائے تو وہ انکار نہ کردیں۔ اور تم اس کے (باربار) لکھنے سے اکتایا مت کرو خواہ وہ معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا یہ لکھ لینا انصاف کا زیادہ قائم رکھنے والا ہے۔ اللہ کے نزدیک اور شہادت کا زیادہ درست رکھنے والا ہے اور یہ زیادہ سزاوار ہے اس بات کا کہ تم (معاملہ کے متعلق) کسی شبہ میں نہ پڑو مگر یہ کہ سودا دست بدست ہو جسکو باہم لیتے دیتے ہو تو اس کے نہ لکھنے میں تم پر کوئی الزام نہیں اور

(اسمیں بھی اتنا ضرور کرلیا کرو کہ) خرید وفروخت کے وقت گواہ کرلیا کرو اور کسی کاتب کو تکلیف نہ دی جائے اور نہ کسی گواہ کو اور اگر تم ایسا کرو گے تو اس میں تم کو گناہ ہوگا اور اللہ سے ڈرو اور اللہ تعالیٰ (کا تم پہ احسان ہے کہ) تم کو تعلیم فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب چیزوں کو جاننے والا ہے اور اگر تم کہیں سفر میں ہو اور (وہاں) کوئی کاتب نہ پاؤ تو ذہن رکھنے کی چیزیں ہیں جو قضیہ میں دے دی جائیں اور اگر تم میں سے ایک دوسرے کا اعتبار کرتا ہو تو جس شخص کا اعتبار کرلیا گیا ہے اس کو چاہئے کہ دوسرے کا حق (پورا پورا) ادا کردے اور اللہ تعالیٰ سے جو اسکا پروردگار ہے ڈرے۔ اور گواہی کو مت چھپاؤ جو شخص اس کو چھپائے گا اس کا دل گنہگار ہوگا اور اللہ تعالیٰ تمہارے کئے ہوئے کاموں کو خوب جانتا ہے۔

اسلامی قانون شہادت کے سلسلہ میں یہ آیت نہایت اہمیت رکھتی ہے اس سے بہت سے احکام نکلتے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے۔

1۔ دیوانی معاملات کو ضبط تحریر میں لے آنا اور دستاویز مرتب کرلینا بہتر ہے۔

2۔ جو شخص دستاویزات مرتب کرے وہ پوری دیانت داری اور عدل وانصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے دستاویزات مرتب کرے دستاویز ایسی ہو کہ تمام متعلقہ فریقوں کے حقوق وواجبات کی اس میں رعایت رکھی گئی ہو۔

3۔ جو شخص دستاویزات مرتب کرنا چاہتا ہو اس کو دستاویز تیار کرنے سے انکار نہیں کرنا چاہئے۔

4۔ دستاویزات کا مضمون وہ شخص لکھوائے جس کے ذمہ حق بنتا ہو، یعنی جس پر Liability عائد ہوتی ہے۔

5۔ اگر وہ شخص جس کے ذمہ حق بنتا ہو خود دستاویز کا مضمون نہ لکھوا سکے اس کا ولی (ایجنٹ یا وکیل) اس کی طرف یہ کام کردے۔

6۔ عام دیوانی معاملات میں گواہی کا نصاب دو مسلمان مرد ہیں اگر دو مسلمان مرد موجود نہ ہوں تو ایک مرد موجود نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں بھی گواہ بن سکتی ہیں۔

7۔ گواہ ایسے لوگ ہوں جن کی سیرت وکردار سے گواہ بنانے والا راضی ومطمئن ہو۔

8۔ گواہ کو جب گواہی دینے کے لئے بلایا جائے یا اس کی ضرورت پڑے تو اس کی گواہی دینے سے انکار نہیں کرنا چاہئے۔

9۔ روزمرہ لین دین میں دستاویز لکھنا ضروری نہیں۔

10۔ ہر قسم کا لین دین میں گواہ بنالینا مفید ہے۔

11۔ گواہ کو گواہی دینے میں کسی مشکل یا دقت میں نہ ڈالا جائے۔

12۔ کسی دستاویز نویس کو بھی مشکل یا دقت میں نہ ڈالا جائے۔

13۔ اگر سفر وغیرہ کی وجہ سے دستاویز کا لکھا جانا ممکن نہ ہو تو ذہن سے کام لیا جاسکتا ہے۔

14۔ اگر فریقین کے باہمی تعلقات بہت قریبی اور پر اعتماد ہیں تو ذہن کی بھی ضرورت نہیں۔

15۔ گواہی کا چھپانا جائز نہیں۔'' [۲۰]

شہادت کی اہمیت اور مختلف مسالک

حنفی مسلک کے مطابق

امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے مطابق ''قاضی کے لئے کافی وہ جھوٹی شہادت کے جرم میں جھوٹی گواہی دینے والے کی تشہیر کرائے اور اس کو سزا نہ دے۔ اس کے برخلاف صاحبین (امام ابو یوسف اور امام محمد) جھوٹی گواہی دینے کے لئے تعزیر اور قید کے قائل ہیں جس کی مقدار کا تعین قاضی خود اپنی صوابدید سے کرے گا۔ سزا کے بارے میں امام ابو یوسف سے پچاس اور ستر کوڑے بھی منقول ہیں۔ امام سرخی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت عمرؓ کا ایک قول بھی نقل کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے جھوٹے گواہ کے 40 کوڑے مارے اور اس کے چہرے کو کالا کر کے گشت کرایا۔'' [۲۱]

شافعی مسلک کے مطابق

شافعی مسلک کی مستند کتاب المذہب میں لکھا ہے۔

''جب یہ ثابت ہو جائے کہ شاہد جھوٹا ہے تو امام کے لئے جائز ہوگا کہ وہ چاہے تو اس کو جسمانی سزا (ضربات) دے یا قید کرے یا تنبیہ کرے اور چاہے تو اس شخص کو اس کے بازار، جائے نماز اور قبیلے میں پھرائے اور منادی کرائے کہ اے لوگو، جان لو کہ اس شخص نے جھوٹی گواہی دی ہے۔'' [۲۲]

حنبلی مسلک کے مطابق

علامہ ابن قدامہ المقدسی حنبلی نے لکھا ہے۔

''جب حاکم جھوٹی شہادت سے واقف ہو جائے تو اسے چاہئے کہ جھوٹی شہادت دینے والے کو تعزیر دے اور اسکو ان مقامات پر گشت کرائے جہاں وہ شہرت رکھتا ہو اور یہ اعلان کرا دیا جائے کہ یہ شخص جھوٹی شہادت دینے والا ہے اس سے بچو۔'' [۲۳]

مالکی مسلک کے مطابق

''مالکی فقہا بھی مذکورہ بالا شافعی اور حنبلی نقطۂ نظر سے متفق ہیں ان کے نزدیک رشوت لے کر گواہی دینے والے کے حق میں بھی یہی سزا ہے۔''۲۴

اوراسی طرح شیعہ مسلک کے مطابق

''جھوٹی گواہی کی صورت میں جس کسی معاملے میں گواہی دی گئی ہے۔اگر وہ مالی معاملہ اور حاکم فیصلہ کر چکا ہے تو فیصلہ رد کر دیا جائے گا اور مال (مدعی) سے واپس لے لیا جائے گا اگر واپسی مشکل ہو تو گواہوں پر تاوان عائد ہوگا اور اگر سزا کا معاملہ ہو اور سزا دے دی گئی ہو تو شاھدوں سے قصاص لیا جائے گا۔''۲۵

Conclusion

''شہادت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک امانت ہے جسے ادا کرنا بندے کیلئے ضروری ہے۔''شہادت کا چھپانا قرآن کریم کی نظر میں گناہ ہے لہٰذا ہر طرح کے دباؤ مفادات اور تعلقات سے بالاتر ہو کر فقط اللہ تعالی کی رضا جوئی اور اسی پر بھروسہ کرتے ہوئے بلاغرض وحرص گواہی دینا چاہیے اس کے ساتھ ساتھ جھوٹی گواہی دینے والوں کی سزا ضروری ہے تاکہ معاشرے میں جرم کی حوصلہ افزائی نہ ہو اور ہر فرد مظلوم کو اس کے حق اور برائی کے سدباب کے لئے مجرم کو قرار واقعی سزا دلوانے میں اپنا کردار ادا کرے''

حوالہ جات

۱۔ القرآن سورہ احزاب، آیت:۷۰

۲۔ القرآن، سورہ البقرہ آیت:۴۳

۳۔ القرآن، سورہ البقرہ:۱۴۰

۴۔ االقرآن، سورہ البقرہ:۲۸۳

۵۔ محمد علی صدیقی کاندھلوی۔ مولانا، معالم القرآن، ، مکتبہ بخاری، سیالکوٹ ۱۹۷۶ء جلد سوم، ص ۴۱۱ تا ۴۱۲

۶۔ القرآن، سورہ النساء آیت:۱۳۵

۷۔ ابن کثیر، علامہ تفسیر ابن کثیر، کراچی، نور محمد اصح المطابع وکارخانہ تجارت، س ن، ص ۱۱۴ تا ۱۱۵

۸۔ القرآن، سورہ البقرہ آیت:۲۸۲

۹۔ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی، علامہ تفسیر مظہری، دارالاشاعت کراچی،، 1996ء، ص ۱۳۶

۱۰۔ محمد علی صدیقی کاندھلوی مولانا معالم القرآن، محولہ بالا، ص ۴۱۳

۱۱۔ القرآن، سورہ المائدہ آیت:۸

۱۲۔ القرآن، سورہ الحجرات آیت:۶

۱۳۔ محمود احمد غازی ادب القاضی، ، ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد، ۱۹۸۳ء، ص ۱۲۹

۱۴۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور، جلد ۱۱، ۱۹۷۵ء، ص ۸ تا ۹

۱۵۔ القرآن سورہ الیوسف، آیت، :۲۳ تا ۲۹

۱۶۔ محمود احمد غازی ادب القاضی، محولہ بالا، ص ۱۳۶

۱۷۔ القرآن، سورہ الیوسف، آیت:۱۶ تا ۱۸

۱۸۔ محمود احمد غازی ادب القاضی، محولہ بالا، ص ۱۳۷

۱۹۔ القرآن، سورہ البقرہ آیت:۲۸۲ تا ۲۸۳

۲۰۔ محمود احمد غازی ادب القاضی، محولہ بالا، ص ۱۳۲ تا ۱۳۳

۲۱۔ محمد بن احمد سرخسی، امام، المبسوط، دارالمعرفہ، بیروت، ۱۳۹۸ھ، ص ۱۴۵

۲۲۔ ابو اسحاق شیرازی، المہذب، دارالفکر، بیروت، س۔ن، جلد ۲، ص ۳۳۰

۲۳۔ ابن قدامہ المقدسی حنبلی، علامہ، المقنع ابن قدامہ المقدسی، مطبعہ سلفیہ، مصر، جلد ۳، س۔ن، ص ۴۲۰

۲۴۔ عبدالسمیع الابی، جواہر الاکلیل،، مطبوعہ مصریہ بی بالازہر، قاہرہ، س۔ن، جلد ۲، ص ۲۲۷

۲۵۔ نجم الدین ابو جعفر الحلی شرائع الاسلام، ، گلدستہ نشاط پریس، کلکتہ، ۱۹۳۹ء، جلد ۲، ص ۲۴۱